118856 ـ خاوند اور بیوی کے آباء و اجداد یا اولاد کا نکاح میں گواہ بننا

سوال

کیا عورت کے نانا یا دادے کے لیے عقد نکاح میں گواہی دینا جائز ہے یا نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جمہور علماء کے ہاں عقد نکاح صحیح ہونے کے لیے دو عادل مسلمان گواہ ہونے کی شرط ہے، اور راجح قول یہی ہے کہ عورت کا دادا اور نانا گواہ بن سکتا ہے.

لیکن بعض فقہاء نے خاوند اور بیوی کے آباء و اجداد یا عورت کے ولی یا ان کی اولاد کو گواہ بننے سے منع کیا ہے.

کشاف القناع ہیں درج ہے:

" قریبی رشتہ دار مثلا خاوند اور بیوی کے بیٹے یا دونوں میں سے کسی ایک کے بیٹے وغیرہ مثلا ان کے باپ اور ایک کا بیٹا اور دوسرے کا باپ گواہی دے تو نکاح نہیں ہوگا، کیونہ یہ متہم ہے یعنی تہمت کا خدشہ ہے " انتہی

یعنی وہ اس گواہی میں تہمت والا ہے کیونکہ وہ یا تو اپنے باپ کے لیے یا پھر اپنے بیٹے کے لیے گواہی دے رہا ہے.

دیکھیں: کشاف القناع (5 / 66).

اور شرح المتھی میں درج ہے:

" بیوی کے باپ یا دادا کی گوہی صحیح نہیں (یعنی عقد نکاح میں اسکی گواہی صحیح نہیں) اور نہ ہی اس کے بیٹے اور اس کے پوتے کی، اسی طرح خاوند کے باپ اور دادے اور اس کے بیٹے اور پوتے کی گواہی بھی تہمت کی بنا پر صحیح نہیں، اور اس طرح ولی کے باپ اور اس کے بیٹے کی " انتہی

دیکھیں: شرح المنتھی (2 / 648).

الموسوعة الفقهية الكويتية ميں نكاح كے گواہوں كى شروط ميں درج ہے:

" گواہ خاوند اور بيوى كے بيٹے نہ ہوں:

حنابلہ نے بيان كيا ہے ـ ان كے ہاں مذہب ميں يہى ہے جيسا كہ مرداوى كا كہنا ہے ـ كہ نكاح كے گواہوں ميں شرط ہے كہ وہ خاوند اور بيوى ميں سے كسى ايك بيٹا نہ ہو، ان كے ہاں خاوند اور بيوى كے بيٹوں يا كسى ايك كے بيٹے كى گواہى سے نكاح منعقد نہيں ہوگا.

اور احناف اور مالكيہ كے عمومى قول سے بھى يہى اخذ كياگيا ہے كہ باپ كى بيٹے كے ليے اور بيٹے كى باپ كے ليے گواہى قبول نہيں ہوگى.

اور شافعيہ كے ہاں اس مسئلہ ميں كئى ايك وجہيں ہيں ليكن صحيح يہى ہے كہ عقد نكاح ہو جائيگا. انتہى

ديكھيں: الموسوعة الفقهية الكويتية (41 / 300).

اور امام احمد رحمہ اللہ سے اصل اور فرع يعنى آباء و اجداد اور اولاد كى گواہى صحيح ہے، امام احمد كے اصحاب كى ايك جماعت نے يہ قول اختيار كيا ہے "

ديكھيں: الانصاف (8 / 105).

اور شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اس مسئلہ ميں دوسرا قول:

دونوں يا ايك گواہ اصل يا فرع (يعنى آباء و اجداد يا اولاد) ميں سے ہونا صحيح ہے، اور بلاشك و شبہ يہى قول صحيح ہے؛ كيونكہ اصل اور فرع كى گواہى تو وہاں ممنوع ہے جہاں انسان كے ليے گواہى ہو؛ كيونكہ تہمت كا خدشہ ہوتا ہے ليكن اس پر يا اس كے ليے گواہى جيسا كہ عقد نكاح ميں ہوتا ہے تو يہ ممنوع نہيں...

چنانچہ نكاح حقيقت ميں نہ تو خاوند كا حق ہے اور نہ ہى بيوى كا، اور نہ ہى اس كے خلاف، بلكہ يہ تو اس كے ليے اور اس پر ہے؛ كيونكہ يہ عقد نكاح كرنے والے كے ليے حقوق واجب كرتا ہے اور اس پر حقوق واجب كر رہا ہے، چنانچ صحيح يہ ہے كہ اس سے عقد نكاح صحيح ہوگا، امام احمد سے يہ ايك روايت ہے جسے اكثر اصحاب نے

اختیار کیا ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 99).

واللہ اعلم .